سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ کی زندگی کے تگ و تاز

عبدالرحیم روزی
جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی

اس عالم رنگ وبو میں بعض ہستیاں لاکھوں, کروڑوں باسیوں کے دلوں میں زندہ جاوید رہتی ہیں, اور دلوں پر حکمرانی کرتی ہیں۔ بعض حضرات کی وفات سے محلّہ, بعض کی وفات سے شہر وملک جبکہ بعض حضرات کی وفات سے ایک عالم متاثر ہوتا ہے بلکہ اس شخصیت کی اہمیت اور قدر وقیمت وفات کے بعد پوری طرح نکھر کے سامنے آجاتی۔

انہی مثالی شخصیات میں سے ایک الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ مفتی اعظم مملکت سعودیہ عربیہ کی ذات تھی, جو کہ عالم اسلام کے کروڑوں فرزندان توحید کے دلوں کی دھڑکن تھے۔ مورخہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعرات ریڈیو سے یہ اندوہناک خبر سنی کہ الشیخ ابن بازؒ اس دنیائے فانی سے ۸۹ برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کو مرحوم ومغفور لکھتے ہوئے جگر کباب ہو رہا ہے۔

عالم اسلام پر ان کے جتنے احسانات ہیں, ان کی شکر گزاری کا واحد ذریعہ دعائے خیر ہے......اسی لئے آپ سے عقیدت بھرے جذبات کا اظہار ضروری سمجھا تاکہ التراث کے قارئین آپ کی گراں قدر خدمات 'قدر ومنزلت اور عظیم احسانات کو دیکھ کر آپ کے لئے دعائے مغفرت کریں تاکہ انکے لئے رفع درجات کا سبب بن سکے۔

☆ نام ونسب: عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ آل الباز, آپ الشیخ بن باز کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی کنیت اپنے بڑے بیٹے کے نام پر ابو عبداللہ ہے۔

☆ تاریخ ولادت: آپ نے ریاض سعودیہ عربیہ میں ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۲ء کو عالم وجود میں قدم رنجہ فرمایا۔ آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس میں مجدد اسلام محمد بن عبدالوھاب کی تحریک کا خاصا اثر تھا۔

☆ طلب علم اور بینائی سے محرومی: قرآن کریم آپ نے بلوغت سے قبل ہی یاد کر لیا تھا۔ اور دوسرے علوم بھی صغر سنی ہی سے ریاض میں حاصل کرنا شروع کیے تھے۔

آپ کی خودنوشت کے مطابق طلب علم کے ابتدائی دور میں آپ کی بینائی درست تھی۔ پھر ۱۳۴۶ھ کو ۱۵ برس کی عمر میں آنکھ کی ایک بیماری نے بینائی کمزور کر ڈالی اس کے بعد ۱۳۵۰ھ میں کلی طور پر اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہوگئے۔ رب ذوالجلال آپ کو حدیث قدسی "اذا ابتليت عبدى بحبيبتيه فصبر عوضته منهما الجنة" (صحیح بخاری کتاب المرضی ۱۰/ ۱۱۵) کے مصداق بنائے, آمین۔

جناب الشیخ فرماتے ہیں میں اس آزمائش پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس کے بدلے میرا رب دنیا

میں بصیرت قلبی اور آخرت میں نیک جزاء عطا فرمائے۔ صمیم قلب سے نکلی ہوئی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور آپ کا دل و دماغ علم و عرفان کی روشنی سے منور ہوا۔ اور آپ تقریباً سارے معاصر علماء و فقہاء پر سبقت لے گئے۔

☆ اساتذہ کرام: ہمارے ممدوح نے بہت سے ممتاز علمائے وقت سے علم کا فیض حاصل کیا۔ چند ایک کے نام نامی یہ ہیں:

(۱). محمدبن عبداللطيف آل الشيخ (۲). صالح بن عبدالعزيز آل الشيخ

(۳). محمد بن ابراهيم آل الشيخ مفتى اعظم (٤). سعد بن حمد العتيق قاضى رياض

(۵). سعد بن وقاص بخارى (٦). حمد بن فاس

ان میں سے الشیخ سعد آل عتیق, شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دھلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ اس رابطے کی بنا پر جناب الشیخ بن بازؒ علمائے ہندوپاک سے خصوصی محبت اور وابستگی رکھتے تھے۔

جناب الشیخ بن بازؒ مفتی اعظم محمد بن ابراہیم چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے حلقہ ءدرس میں ۱۳۴۷ تا ۱۳۵۷ھ دس برس تک شریک رہے۔

☆ تلامذہ: اس محدث زماں اور فقیہ عصر کے حلقہ درس سے علم و حکمت اور پند و نصیحت کے موتی سمیٹنے والے علماء اور سکالرز کا شمار ممکن نہیں مگر شہر خرج میں منصب قضاء کے دوران درج ذیل طلباء باقاعدہ شریک درس رہتے تھے۔

عبدالله الكنهل, عبدالرحمن ناصر البراك, عبداللطيف بن شديد, عبدالرحمن بن قعود' عبدالرحمن بن جدال' صالح بن هليل۔ انہوں نے آپ کے علوم' توجیہات اور معتدل نظریات سے استفادہ کیا۔ اور الشيخ ابن عثيمين بھی آپ سے شاگردی کی نسبت رکھتے ہیں۔ نیز آپ کے شاگردوں میں سے برادر اسلامی ملک کویت کے الشيخ حاي بن سالم الحاي' الشيخ عثمان بن محمد الخميس, الشيخ ناظم المسباح وغیرہ مشہور علماء و خطباء قابل ذکر ہیں۔

☆ تصانیف و تالیفات قیمہ: الشیخ مرحوم نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود تشنگان علوم کیلئے درج ذیل علمی ترکہ چھوڑ دیا ہے, جو رہتی دنیا تک کیلئے مشعل راہ ہیں۔

(۱). الفوائد الجلية فى المباحث الفرضية (۲). مسائل الحج و العمرة والزيارة

(۳). التحذير من البدع (٤). العقيدة الصحيحة و نواقض الاسلام

(۵). نقدالقومية العربية (٦). الجواب المفيد فى حكم التصوير

(۷) الادلة النقلية والعقلية على جريان الشمس وسكون الارض وامكان الصعود الى الكواكب

(۸). توضيح المسالك (۹). رسالة فى نكاح الشغار

(۱۰). رسالة فی التبرج والحجاب (۱۱). فضل الجهاد والمجاهدين

(۱۲). الدروس المهمة لعامة الامة

(۱۳). حكم الاسلام فيمن طعن فی القران و فی الرسول ﷺ

(۱٤). وجوب لزوم السنة والحذر من البدعة

(۱٥). مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة

"یہ تصانیف معنی کی وضاحت، عبارت کی شستگی، حسن انتخاب اور فصاحت کے زیور سے آراستہ ہیں۔ تصنع و تکلف سے بالکل پاک اور قوت استدلال سے معمور ہیں۔ ان میں امت محمد یہ کیلئے خیر خواهی، صفاء نفس، علم کی پہنائی، وسعت اطلاع اور حدت ذکاوت کی جھلک نمایاں ہے"۔ یہ الفاظ آپکے قریبی ساتھی عالم متبحر الشیخ عبدالرزاق عفیفی مرحوم کے رشحات قلم ہیں۔

☆ مختلف اوقات میں آپکے فرائض منصبی: جب ۱۳۵۷ھ میں باقاعدہ طور پر تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو درج ذیل مناصب جلیلہ پر فائز کئے گئے:

(ا)۔ ۱۳۵۷ھ تا ۱۳۷۱ھ آپکو علاقہ "خرج" کا قاضی تعینات کیا گیا۔

(۲)۔ ۱۳۷۲ھ میں ریاض منتقل ہوئے اور "معہد علمی ریاض" میں مسند درس پر جلوہ افروز ہوگئے۔ پھر جب ۱۳۷۳ھ میں شریعت کالج قائم ہوا، تو وہاں استاد مقرر ہوئے اور ۱۳۸۰ھ تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

(۴)۔ ۱۳۹۰ھ میں جب مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر الشیخ محمد بن ابراهیم آل الشیخ رحلت فرماگئے تو آپ کو چانسلر بنایا گیا۔ اس منصب عالی پر ۱۳۹۵ھ تک فائز رہے۔

(۵)۔ ۱۴ شوال المکرّم ۱۳۹۵ھ کو شاهی فرمان کے ذریعے آپ کو ادارات بحوث علمیہ وافتاء اور دعوت وارشاد کا رئیس منتخب کیا گیا آپ اس منصب پر ۱۴۱۴ھ تک فائز رہے۔ یہ عہدہ وزیر کے برابر ہے۔

(۶)۔ ۱۴۱۴ھ تا ۱۴۲۰ھ یعنی تادم وفات آپ وزیر کے مرتبہ پر مملکت سعودیہ عربیہ کے مفتی اعظم رہے۔ اتنے بڑے منصب پر فائز رہنے کے باوجود آپ نیک صفت، حلیم الطبع اور مجسمہ تواضع تھے۔

☆ الشیخ کے مناصب جلیلہ بیک وقت:

الشیخ ابن بازؒ بیک وقت کئی مناصب پر فائز تھے اور خدمات پیش کررہے تھے۔

(۱)۔ ادارات البحوث العلمية و الافتاء والدعوة والارشاد کا رئیس عام۔

(۲)۔ کبار علماء سعودیہ کے مجلس کا رئیس۔

(۳)۔ مستقل کمیٹی برائے علمی تحقیق وافتاء کے چیئرمین (یعنی مفتی اعظم)۔

(۴)۔ رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کا صدر۔

(۵)۔ **مجمع البحوث الفقھیة** کا چیئرمین۔

(۶)۔ مساجد کی عالمی مجلس اعلیٰ کا صدر۔

(۷)۔ مدینہ یونیورسٹی کی سپریم کمیٹی کا ممبر۔

(۸)۔ مجلس اعلیٰ برائے دعوت اسلامیہ کا ممبر۔

☆ **الشیخ علیہ الرحمۃ کے حلقہ دروس کی ایک جھلک:** الشیخ بن بازؒ آخری دم تک ریاض کی سب سے بڑی مسجد جامع الامام ترکی میں درس دیتے رہے۔ آپ کے حلقہ ٔ دروس میں یکے بعد دیگرے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، تفسیر ابن کثیر اور صرف و نحو کے دور چلتے تھے۔ یہ دروس محبان علم کے دلوں کی گہرائیوں میں گھر کرنے والے ہوتے تھے۔ آپ علم کے موتی بکھیرتے جسے دوہزار کے لگ بھگ طلباء اپنی تجوریوں میں سمیٹ لیتے۔ ان خوش نصیبوں میں بڑے بڑے اساتذہ، پروفیسر اور دانشور حضرات شامل ہوتے تھے۔

جناب عبدالمالک مجاھد اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں "میں چشم تصور سے الشیخ ابن باز کو دیکھ رہا ہوں بڑے بڑے علماء دیکھے، مگر عصر حاضر میں ان جیسا عالم، محقق، محدث اور مفتی دیکھنے کو نہ ملا، اس دور میں جتنا فائدہ ان سے پہنچا، شاید ہی کسی اور سے پہنچا ہو۔ بلا شبہ اس دور میں وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔

آپ مزید رقمطراز ہیں کہ میں وزارت دفاع کے مذہبی امور کے وفد میں بطور مترجم حج کی ڈیوٹی پر تھا۔ منیٰ اور عرفات میں ہمارا کیمپ تھا اس حج وفد کے سربراہ جنرل عبدالمحسن آل الشیخ تھے۔ وفد کے تمام اراکین قبلہ رو ہو کر ہاتھ پھیلائے دعائیں مانگ رہے تھے۔ میرے بائیں ہاتھ جنرل صاحب مصروف دعاء ہیں! "اے اللہ میری باقی زندگی الشیخ عبدالعزیز بن باز کو عطا فرمادے"!

☆ **الشیخ کی زریں خدمات:** اللہ تعالیٰ، اپنے بعض اولیاء سے ایسے محیر العقول کام لیتے ہیں جن سے اسلام کا دفاع ہوتا ہے۔ ان کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ دین اسلام کی خدمت میں صرف ہوتا ہے۔

الشیخ ابن باز بہت سے علمی و رفاہی امور سے منسلک ہونے کے باوجود دنیا بھر کے متعدد اسلامی مراکز میں اپنی طرف سے مقرر کردہ علماء کرام کی دعوتی و تبلیغی امور کی نگرانی کرتے تھے۔ مجاہدین اسلام کے قائدین کا عموماً آپ سے رابطہ رہتا تھا۔ جہاد افغانستان کی تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا، جس کے دوران مختلف مجاہد گروہوں کے مابین مفاہمت کروانے میں آپ کی کوششیں قابل تحسین تھیں۔ علاوہ ازیں فلسطین، برما، فلپائن، صومالیہ، بوسنیا، چیچنیا اور کشمیر وغیرہ کے مجاہدین کیلئے بھی شیخ کا دل دھڑکتا رہتا تھا۔ بڑے بڑے تاجر آپ کے پاس آکر اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے عطیات پیش کرتے تھے۔ جنہیں عالم اسلام تک پہنچانے کیلئے باقاعدہ ایک سیکرٹریٹ کام کر رہا تھا۔ آپ کی گرانقدر اسلامی خدمات پر مملکت سعودیہ نے

۱۹۸۲ء میں آپکو شاہ فیصل عالمی ایوارڈ سے نوازا تھا۔

☆ الشیخ ابن بازؒ کے روزانہ کے معمولات: آپ شب زندہ دار، عابد وزاہد تھے۔ نماز فجر گھر کی قریبی مسجد میں ادا کر کے سنت نبوی کے مطابق وہیں ذکر واذکار میں مشغول رہتے۔ بسا اوقات نماز فجر میں تلاوت شدہ آیات کی تشریح و تفسیر کرتے۔ اشراق کے نفل ادا کر کے گھر تشریف لاتے اور ناشتہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ کرتے۔ تقریباً نو بجے دفتر تشریف لے جاتے اور آپ کے انتظار میں موجود وفود سے ملاقات کرتے، احوال و گزارشات سنتے، آپ کے دائیں بائیں، دو سیکرٹری بیٹھے ہوتے جو خط، درخواست وغیرہ پڑھتے الشیخ ان کا جواب لکھواتے۔ اس دوران دنیا بھر کے اسلامی اداروں، تنظیموں اور فتویٰ پوچھنے والوں کی جانب سے ٹیلیفون کالیں آتیں۔ آپ ان کے جوابات دیتے جاتے۔ ظہر کے بعد کبھی علماء کی مجلس ہوتی۔ مسجد سے گھر واپس آتے تو ڈرائنگ روم ملاقاتیوں کے ہجوم سے بھرا ہوتا۔

مفتی مرحوم نہایت فیاض اور علم و عمل کے پیکر تھے۔ اسی لئے آپ سماحة الشیخ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ کے دستر خوان پر امیر، غریب، علماء، مفکرین، ادباء، مقیم، مسافر سب قسم کے لوگ ہوتے۔ ایک بڑے سے کمرے میں خالص عربی انداز کے بڑے بڑے تھال پیش کئے جاتے جن میں چاول اور گوشت کے ٹکڑے ہوتے۔ چاروں طرف سلاد کی کٹوریاں، چٹنی کی پیالیاں، روٹی اور فروٹ رکھے ہوتے کھانے کے دوران بھی وفود سے گفتگو کرتے۔ اوسطاً پچاس مہمان ہر کھانے پر موجود ہوتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد بسا اوقات درس دیتے پھر تھوڑی دیر استراحت فرماتے اور گھر والوں کے ساتھ کچھ وقت گزارتے۔ مغرب سے عشاء تک علم کے متوالوں کا ہجوم ہوتا۔ اس کے بعد مختلف کتب سننے اور لکھنے لکھانے کا سلسلہ رات ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہتا۔ نیز مختلف مساجد میں تبلیغ کیلئے بھی تشریف لے جاتے۔ موسم حج میں پورا عملہ ساتھ ہوتا۔ اور دنیا بھر کے علمائے کرام اور معزز مہمانوں سے ملاقاتیں ہوتیں اور آپ امت مسلمہ کے گوناگوں مسائل حل کرنے کی کوششیں کرتے رہتے تھے۔

☆ فقید المسلمین کی تواضع و فروتنی: الشیخ علیہ الرحمۃ کو ممتاز کر دینے والی ایک چیز آپکی انکساری اور فروتنی تھی غریب طلباء کے گھروں میں بھی حوصلہ افزائی کی خاطر تشریف لیجاتے، ساتھیوں سے مشورہ کرتے اور طے شدہ امور پر سختی سے کاربند رہتے۔

عالم اسلام کے اس عظیم داعی کے شاگرد بتاتے ہیں کہ "جامعہ اسلامیہ میں سب سے زیادہ تنخواہ لینے کے باوجود سب سے سستا لباس آپ کا ہوتا تھا۔ اپنی ذات پر بہت کم خرچ کرتے اور آمدنی کا بیشتر حصہ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے طلباء کی ضرورتوں پر صرف کرتے تھے"۔

راقم کے زمانہ طالب علمی ۹۰-۱۹۸۶ کے دوران آپ ایک بار مدینہ یونیورسٹی تشریف لائے تو عقیدتمندوں کا سیل رواں آپ کے چہار سو پھیل گیا۔ سب لوگ آپ سے ہاتھ ملانے، سلام کرنے اور ماتھا چومنے کی والہانہ کوشش کرتے تھے۔

یہ الگ بات ہے کہ موصوف ان تکلفات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

☆ **عالم اسلام کا سب سے بڑا مفتی:** الشیخ ابن بازؒ عالم اسلام کے سب سے بڑے مفتی تھے۔ ہر چند کہ آپ نے ابتدائی علم فقہ مسلک حنبلی کے دروس سے حاصل کی تھی۔ مگر فتویٰ دیتے وقت ہمیشہ صرف قرآن وحدیث کو مد نظر رکھتے۔ ان کے ہاں مسلکی تعصب قطعاً نہیں تھا۔ آپ کے فتاویٰ کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں, اردو زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ کسی بھی نئے مسئلے کو کتاب وسنت کے میزان میں پرکھ لیتے تھے۔ کلام آپ کا سلیس اور عام فہم ہوتا, منطقی موشگافیاں آپکو ہرگز پسند نہیں تھیں بلکہ سیدھے, سادھے انداز میں مسائل کا حل بتادیتے تھے۔

☆ **آپ کی حمیت وغیرت ملی:** الشیخ مرحوم حلیم الطبع اور بردبار ہونے کے ساتھ ساتھ اہل اسلام کی زبوں حالی اور مظلومیت دیکھ کر پوری جرأت کے ساتھ اپنے جذبات کا برملا اظہار کرتے تھے۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱)۔ جب مصر کے طاغی جمال عبدالناصر نے سید قطبؒ اور انکے رفقائے کار کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا حکم نامعقول جاری کیا تو الشیخ موصوف نہایت غمگین ہوئے اور اس فرعون کے نام ایک تار خوب انذار اور احتجاج کر کے لکھا, جس کے آخر میں یہ آیت کریمہ تھی۔ ﴿**ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤ ه جهنم خالداً فيها و غضب الله عليه ولعنه وأعدله عذاباً عظيماً**﴾ (٤۔النساء/٩٣) " جو کسی بندہ مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا, تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا, جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اسپر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہوگی۔ اور اس ذات نے اس کیلئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے"۔

(۲)۔ جب کمیونسٹ صومالی سیادبری نے بعض علماء اسلام کو زندہ جلاڈالا۔ اور اسلامی قوانین کے بدلے مارکسی جاہلی قوانین کا اجراء کیا تو احتجاجی تار بھیجے۔

(۳)۔ ملک یمن کے شہروں عدن وحضر موت پر مسلط ظالم حکمرانوں کی طرف انکار واحتجاج کے خطوط لکھے۔

(۴)۔ ۱۹۹۰ء میں جب عالم انسانیت کے رسوائے زمانہ, دنیا کے احمق ترین' عراقی صدر صدام حسین نے بے گناہ کویت پر چڑھائی کی اور نہتے شہریوں پر تاریخ بربریت کا اعادہ کیا۔ اور حجاز مقدس پر بھی یورش کرنے کی دھمکیاں دیں, تو آپ نے تحریر وتقریر ہر طرح سے کویت والوں کی بھرپور حمایت اور ظالم صدام کے گھناؤنے جرائم پر نفرت کا اظہار کیا۔

☆ **الشیخ ابن باز انصاف پسند شخصیت تھے:** الشیخ مرحوم نہایت انصاف پسند اور معتدل مزاج تھے۔ کسی کی محبت یا نفرت آپکو راہ اعتدال سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ بلکہ کتاب وسنت کے آئینے سے تجزیہ کر کے تنقید یا تائید کرتے تھے مثلاً ایک بار آپ کے استاد محترم الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کے ایک فتویٰ سے متعلق پوچھا گیا کہ اس فتویٰ کو آڑ بنا کر بعض انتہا پسند گروپ بعض حکام کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں تو اپنے استاد سے شدید عقیدت رکھنے کے باوجود آپ نے اپنی رائے بایں الفاظ بیان

فرمائی: "**محمد بن ابراهيم ليس بمعصوم, فهو عالم من العلماء يخطيء ويصيب وليس بنبى ولارسول و كذلك شيخ الاسلام ابن تيمية وابن القيم وابن كثير وغيرهم من العلماء كلهم يخطيء ويصيب ويؤخذمن قولهم ماوافق الحق, وماخالف الحق يردعلى قائله**" کہ محمد بن ابراہیم بھی دوسرے علماء کی طرح غیر معصوم ہیں, غلطی بھی کرتے ہیں اور درستی بھی, وہ رسول ہے نہ نبی, اسی طرح امام ابن تیمیہ 'ابن القیم اور ابن کثیر وغیرہ سب سے درست اور غلط دونوں سرزد ہو سکتے ہیں, ان کی وہی باتیں قابل قبول ہیں جو حق کے موافق ہوں, اگر حق کے خلاف ہو, تو کسے باشد 'اس کا قول و عمل نامنظور ہوگا۔

(۲)۔ آپ کی موجودگی میں کسی نے شاہ فہد بن عبدالعزیز کی مجلس میں اعتراض کیا کہ کسی انسان کو "**جلالة الملك**" کہہ کر پکارنا درست نہیں۔ شاہ فہد نے آپ سے پوچھا تو آپ نے معترض کی بات کو درست قرار دیا, پھر آپ نے بادشاہ کیلئے "**خادم الحرمين الشريفين**" کا لقب تجویز کیا۔ بادشاہ نے فوراً یہی لقب اختیار کیا۔

(۳)۔ جب مکہ میں ابو قبیس کی پہاڑی پر بنائے گئے محل پر ڈش انٹینا نصب کیا گیا تو الشیخ موصوف نے اسکے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ حکومت نے یہ معذرت پیش کی کہ اس کے ذریعے دنیا بھر کی خبریں دیکھی جاسکتی ہیں, آپ نے اس عذر کو قبول نہیں فرمایا, بلکہ اپنے فتویٰ پر ڈٹے رہے تو ڈش انٹینا نہ صرف محل سے اتارا گیا بلکہ ان کی ممانعت کا قانون جاری کر دیا۔

☆ **الشیخ ابن باز اور سعودی خاندان:** خادم اسلام الشیخ ابن باز اور خاندان سعود کے درمیان گہرے روابط تھے۔ بلکہ حکومت سعودیہ عربیہ کی اصلاح میں آپ کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسی بنا پر شاہ فیصل, شاہ خالد اور شاہ فہد تمام سعودی فرمانروا آپکو والد محترم کہہ کر یاد کرتے اور آپ کی ہدایات پر سختی سے عمل کرتے تھے۔

☆ **الشیخ علیہ الرحمۃ کے اہل و عیال:** فقید بے بدل الشیخ ابن باز کی دو بیویاں, چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے عبداللہ کی عمر ۵۵ برس ہے۔ اور جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض میں لکچرار ہے, جبکہ عبدالرحمٰن, احمد اور خالد ابھی زیر تعلیم ہیں۔ یہ خاندان ایک ہی مکان میں مقیم ہے۔

☆ **الشیخ ابو عبداللہ عبدالعزیز بن باز کا سانحہ ارتحال:** غمگسار اسلام الشیخ ابن بازؒ علیل ہونے پر طائف ہسپتال داخل کئے گئے۔ اس موقع پر ہزاروں معتقدین کا تانتا بندھ گیا۔ ۲۶ محرم الحرام کو نماز تہجد سے فارغ ہو کر یہ کلمات دہراتے رہے۔ "**سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله**" پھر مسکرا اٹھے, اور آنکھوں موندلیں۔ اور عالم اسلام کا یہ عظیم سپوت اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملا۔ ﴿**انالله وانا اليه راجعون**﴾

جونہی آپ کے وصال کی خبر عالمی میڈیا کے ذریعے چہار سو پھیل گئی عالم اسلام پر سکتہ سا چھا گیا, مسلمان ایک دوسرے سے تعزیت اور صبر و رضا کی تلقین کرنے لگے۔ محسن امت اسلامیہ کی وفات کی خبر سنتے ہی عقیدت مندوں کے غول کے غول

اندرون وبیرون ملک سے جنازہ میں شرکت کا شرف حاصل کرنے کیلئے ہوائی اور بری راستوں سے مکہ مکرمہ کی طرف رواں دواں ہوگئے۔ ۲۸ محرم ۱۴۲۰ھ ۱۵ مئی ۱۹۹۹ء کو خانہ کعبہ میں نماز جمعہ کے بعد دس لاکھ سوگواروں نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی اور مقبرۃ العدل مکہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ شاہ فہد بن عبدالعزیز کی درخواست پر عالم اسلام کی تمام جامع مساجد میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور خطبوں میں موصوف کی عظیم خدمات بیان کی گئیں۔

☆ **آپ کا جانشین:** آپ کی وفات کے بعد ایک شاہی فرمان کے ذریعے آپ کے نائب الشیخ عبدالعزیز بن صالح آل الشیخ (خطیب مسجد نمرہ 'عرفات) کو مملکت سعودیہ عربیہ کا مفتی اعظم مقرر کیا گیا۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم محسن کو کروٹ کروٹ جنت فردوس عطا فرمائے۔ اور آپ کی سنہری خدمات کا بہترین جزادے۔ اور عالم اسلام کو صبر ورضا کی توفیق عطا ہو, اور آپ کے قریبی ساتھی و مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز آل الشیخ کو نعم البدل بنادے۔

☆ **مرض وفات میں بھی دعوت و تبلیغ:** فقید اسلام کا بیٹا الاخ /احمد راوی ہے کہ جب ہم نے والد محترم کو طائف کے ہسپتال میں منتقل کیا تو موقع پا کر ایک عیسائی ملازم پر دعوت اسلام پیش کرتے رہے۔

آپ کے فرزند الاخ/ عبدالرحمن کا بیان ہے کہ آپ وفات کے روز بھی محلہ عودہ (طائف) میں واقع اپنے مکان میں زائرین, طلباء ودیگر مہمانوں کا استقبال اور ان سے ملاقات کرتے رہے, اپنے عام معمول کے مطابق ٹیلیفون کالیں وصول کیں اور مسائل دینیہ واستفتاؤں کے جوابات دیتے رہے۔ آپ اپنے آخری لمحات میں بھی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کیلئے فتح ونصرت کی دعا کرتے رہتے تھے۔ اور ان کے دین ودنیا کی بہتری کیلئے رطب اللسان رہتے تھے۔

☆ **آپ کے سانحہء ارتحال پر خاندان سعود کے تاثرات:** آپ کے سانحہء ارتحال پر پورے عالم اسلام کی طرف سے خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبدالعزیز, ولی عہد ووزیر دفاع شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو تعزیتی خطوط, فیکس کئے گئے۔

اس موقع پر خادم الحرمین الشریفین نے اپنے تعزیتی کلمات ان الفاظ میں بیان کئے "**والدكم رحمة الله عليه هو والدنا, بل ربما اشد من ذلك بالنسبة لي شخصياً وفقده ليس مصابكم أنتم كا سرته وابنائه بل هو ايضاً مصابنا كشعب وايضا للعالم الاسلامي ولكل المسلمين .لقد فقدنا بوفاة والدكم انساناً من اعزالناس معنا ومن أحرص الناس علىٰ نصحنا والدعوة الى الخير والنصح للناس**"۔

اے پسماندگان! آپ کے عظیم والد مرحوم صرف آپ ہی کے والد نہیں تھے, بلکہ ہم سب کا والد محترم تھا۔ بلکہ غالباً میرے ساتھ یہ رشتہ مضبوط تر بنیادوں پر استوار تھا۔ مرحوم کی گمشدگی صرف آپ کیلئے بحیثیت اولاد ہی نہیں بلکہ ہم بحیثیت قوم اور عالم

اسلام سب کیلئے عظیم صدمہ ہے, ہم نے آپ کے والد محترم کی وفات سے اس قابل صد احترام انسان کو کھو دیا ہے جو کہ ہمارے ہاں سب سے زیادہ عزیز, ہماری خیر خواہی کرنے ولا, دعوت الی الخیر میں سب سے آگے, عوام اور امت اسلامیہ کیلئے سب سے بڑا خیر خواہ اور ان کی رہنمائی کرنے والی عظیم شخصیت تھے۔

شہزادہ عبدالعزیز بن فہد بن عبدالعزیز اس موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار جذبات سے ڈوبے ہوئے انداز میں یوں کرتے ہیں "پوری امت مسلمہ اس ناقابل تلافی نقصان پر مجسمہ رنج والم ہے۔ یہ ایسا شگاف ہے جو دین اسلام کے در و دیوار کو متاثر کر گیا۔ لوگو یہ خسارہ امام اہل سنت والجماعت, یکتائے روزگار علامہ دوران, والد محترم الشیخ عبدالعزیز بن باز کا فراق ہے۔ ایک درخشندہ ستارہ جو ڈوب گیا۔ چودھویں رات کا ماہ تاباں غروب ہوا۔ اور خورشید پردے میں چلا گیا۔ "فیاض و حاتم صفت شیخ مرحوم اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک یونیورسٹی تھے۔ علوم نبوی کے متوالے آپ سے علوم و فنون کا اکتساب کرتے تھے۔ میرے والد بزرگوار خادم الحرمین الشریفین بڑی عقیدت واحترام سے آپ کا ذکر خیر کرتے تھے۔ یہیں سے میرے دل میں امام اہلسنت کیلئے بلند وبالا مقام و مرتبہ جاگزیں ہے, جب مجھے آپ سے قریب بیٹھنے کا موقع ملا تو آپکو لوگوں کی تعریفوں سے بڑھ کر پایا۔ میں نے آپ کی حیات مستعار ہی میں آپ کی سیرت کا عمیق مطالعہ کیا مجھے یقین کامل ہے کہ بعد وصال آپ کی زندگی کے مزید بہتر گوشے نکھر کر سامنے آجائیں گے جن کے نشر واشاعت کی آپ نے اجازت نہیں دی تھی۔" میں نے کئی نازک لمحات میں آپ کو دیکھا کہ آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور ہمیشہ اپنے رب سے نیک امیدیں وابستہ رکھیں, جبکہ عام لوگ طرح طرح کے اندیشوں میں گرفتار تھے۔ یہ اس لئے ممکن ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر آپ کا اعتماد بہت زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کا دل و دماغ حق کیلئے کھول رکھا تھا۔ حق بات پر ڈٹ جاتے اگرچہ افواہوں کا بازار گرم کرنے والے خوب افواہیں پھیلاتے"۔

الشیخ بن باز دارالعلوم بلتستان کے عظیم محسن

الحاج خلیل الرحمان الباقری کے دور تک دارالعلوم کی مالی حالت نہایت نازک تھی اور اقتصادی کشتی بھور میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ اس دوران جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے استاد الشیخ محمد بن امان جامیؒ کے توسط سے الشیخ عبدالرحمٰن خلیق مرحوم اور الشیخ عبدالوھاب حنیف نے الشیخ بن باز کو موحدین بلتستان کی نازک حالت اور تبلیغی امور کے لوازمات سے تفصیلی طور پر آگاہ کیا۔ اس وقت مرحوم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے چانسلر تھے۔ ان کی ہدایت پر ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں ادارات البحوث العلمیه والا فتاء والدعوة والارشاد ریاض نے دونوں بزرگوں کو دارالعلوم بلتستان میں تعینات فرمایا۔ اور رفتہ رفتہ آپ کی کوشش محسنین سے رابطے کا باعث بنی اور ادارے کی آمدنی میں اضافہ ہونے لگا۔ الشیخ عاصم عبدالله القریوتی حفظه الله بھی یہیں مبعوث ہوئے۔ اور جامعہ اسلامیہ کے مزید فضلاء کی خدمات بھی حاصل ہو گئیں۔ ادارہ ترقی کی شاہراہ پر دوڑنے لگا اور دعوت توحید و سنت وسیع انداز میں پھلنے پھولنے لگا۔ جمعیت اہلحدیث بلتستان نے بجا طور پر الشیخ ابن بازؒ سے مضبوط

رابطے کو دارالعلوم بلتستان کی نشات ثانیہ کی بنیاد قرار دی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نہایت ہی اچھا سلوک کرے اور آپ کے درجات بلند کرے۔ **"اللهم افسح له في قبره ونورله فيه اللهم ثبته بالقول الثابت اللهم اجعل قبره روضة من رياض الجنة واجعل الجنة مثواه انه قريب سميع مجيب . وصلى الله تعالىٰ على خيرخلقه محمد وعلى اله واصحابه اجمعين".**

مآخذ و مصادر:

(١)۔ الجامع الفريد، (٢)۔ مجموع فتاوىٰ و مقالات متنوعة (ابن باز) (٣)۔ فتاوىٰ اللجنة الدائمة للبحوث والا فتاء (٤)۔ مجلات الفرقان الكويتية (٥)۔ مجلة نداء الاسلام عدد ١٠-١١-١٩٩٩ء (٦)۔ مجلة المستقبل الاسلامى عدد ٧٧-١٩٩٨ء (٧)۔ مجلة الاعتصام-لاهور(٨)-مجلة تنظيم اهلحديث ج ٤٣-عدد ٢(٩)-اردو ڈائجسٹ شماره ١١-١٩٩٦ء-(١٠) - سماع ازاستاذ عبدالرحمن خليقؒ ١٩٨٥ء۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رجعت پسندی

رجعت پیچھے لوٹنے کو کہتے ہیں اور رجعت پسندی یا قدامت پسندی سے مراد "قدیمی روایات و آثار سے محبت کرنا" ہے اور یہ لفظ دراصل ایسے افراد کیلئے استعمال ہوتے ہیں، جو مغربی تہذیب کی غلامی کو مسترد کر کے نبی اکرم ﷺ کی عطا کردہ تہذیب و ثقافت کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں۔

وہی تہذیب جس نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو تہذیب و تمدن اور ترقی و کامرانی کے اوج ثریا تک پہنچادیا تھا۔

اساس پرستی

اساس کا معنی ہے "بنیاد"۔ اور اساس پرستی یا بنیاد پرستی سے مراد ہے دین اسلام کے اصلی مصادر "قرآن پاک، حدیث شریف اور اجماع امت اسلامیہ" سے سچی محبت کرنا اور دنیا و آخرت کے تمام مراحل میں انہی بنیادی تعلیمات کو فوز و فلاح کی گارنٹی سمجھ کر اللہ اور اسکے خلیل حضرت محمد ﷺ کی سچی اطاعت کرنا۔

ان معنی خیز اور شاندار الفاظ کو بدنیت اسلام دشمن جان بوجھ کر، اور ماڈرن قسم کے لوگ ناسمجھی و کم علمی سے ایسے "خطرناک انداز" سے زبان پر لاتے ہیں جسے سن کر ان پڑھ آدمی سہم جاتا ہے۔

(ابو محمد)